حدیث موطا امام محمد حنفی فقہ میں مرتد کی سزا قتل نہیں

موطا امام محمد

تالیف

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

علامہ نور الحسن چشتی

فاضل دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

محشی: علامہ افتخار احمد تبسم

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور • کراچی • پاکستان

ANSARI

آدمی سودا طے کرنے لگے اور کوئی اس کی قیمت زیادہ لگادے	363
بائع اور مشتری کے مابین جو بات بیع کو لازم کرتی ہے	363
بائع اور مشتری کے درمیان اختلاف	364
ادھار خریدنے والے کا مفلس ہوجانا	365
خرید و فروخت میں دھوکہ کرنا اور مسلمانوں کے لئے بھاؤ مقرر کرنا	365
بیع میں شرط لگانا اور بیع کا فاسد ہونا	366
پیوند لگا ہوا کھجور کا درخت اور مالدار غلام فروخت کرنا	367
شادی شدہ لونڈی خریدنا یا اسے ہدیۃً لینا یا ایسی لونڈی کسی کو بطور ہدیہ ملے	368
ایک سال اور تین دن کی شرط لگانا	368
ولاء کی بیع	369
امہات اولاد کی بیع	370
حیوان کی حیوان کے بدلے ادھار یا نقد بیع	370
بیع میں شرکت	371
باب القضاء	373
ہبہ اور صدقہ کا بیان	373
عطیہ کا بیان	374
تاحیات اور عارضی رہائش دینا	376
صرف اور سود کا بیان	377
کیلی یا وزنی اشیاء میں سود کا بیان	379
عطیات اور دیا ہوا قرض قبضہ سے پہلے فروخت کرنا	381
قرض کے بدلے بہتر چیز دینا	382
درہم اور دینار کو قطع کرنا	384
کھجور کے درخت اور زمین میں معاملہ و مزارعت کرنا	384
امام کی اجازت سے یا بغیر اجازت زمین کو زیر کاشت لانا	386
آب پاشی میں باہم رضامندی اور پانی کی تقسیم	386
غلام میں سے اپنا حصہ چھوڑ دینا یا اسے سائبہ بنا دینا یا اس کی آزادی کی وصیت کرنا	388
مدبر کی بیع	391
نسب کا دعویٰ کرنا	393
گواہ کے ساتھ قسم کا بیان	394
خصومات میں قسم دلانا	394
رہن کا بیان	395
شاہد کا شہادت دینا	396
گری پڑی چیزوں کا بیان	396
شفعہ کا بیان	398
مکاتب کا بیان	399
گھوڑے دوڑانے میں مقابلہ	401
ابواب السیر	402
امام کی اطاعت سے نکلنے والوں کا گناہ اور جماعت سے منسلک رہنے کی فضیلت	403
عورتوں کا قتل	404
باب المرتد	405
ریشم اور ریشمی کپڑا پہننا	405
سونے کی انگوٹھی پہننا	406
جانور کے مالک کی اجازت کے بغیر دودھ لینا	407
ذمیوں کا مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں داخل ہونا	407
اپنے بیٹھنے کے لئے کسی کو مجلس سے اٹھانا	408

786 ANSARI

الفُوقِ۔

کچھ نظر نہیں آتا تم تیر کے پروں کو دیکھتے ہو تو تمہیں کوئی شے دکھائی نہیں دیتی اور تم تیر نکلنے کی جگہ پر شک کرتے ہو کہ آیا وہاں خون کا اثر ہے یہی حال ان کی عبادات و قرأتِ قرآن کا ہے وہ عند اللہ قبول نہیں)۔

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهٰذَا نَأْخُذُ، لَا خَيْرَ فِي الْخُرُوْجِ، وَلَا يَنْبَغِي إِلَّا لُزُوْمُ الْجَمَاعَةِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں کہ اطاعتِ امیر سے نکلنے میں کوئی بھلائی نہیں جماعت کے ساتھ منسلک رہنا چاہیے۔

865۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا نَافِعٌ، عَنْ اِبْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا۔

865۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔

قَالَ مُحَمَّدٌ: مَنْ حَمَلَ السِّلَاحَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَاعْتَرَضَهُمْ بِهِ لِقَتْلِهِمْ، فَمَنْ قَتَلَهُ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، لِأَنَّهُ أَحَلَّ دَمَهُ بِاعْتِرَاضِ النَّاسِ بِسَيْفِهِ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس نے مسلمانوں پر ہتھیار اٹھائے اور انہیں قتل کرنے کیلئے آیا تو جو اس کو قتل کر دے تو اس پر (قصاص وغیرہ میں سے) کوئی شے بھی نہیں کیونکہ اس نے لوگوں کے سامنے تلوار اٹھا کر آنے سے اپنا خون حلال کر دیا ہے۔

866۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ أَوْ أُحَدِّثُكُمْ بِخَيْرٍ مِنْ كَثِيْرٍ مِنَ الصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ؟ قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْبِغْضَةَ فَإِنَّمَا هِيَ الْحَالِقَةُ۔

866۔ حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں یا بیان نہ کروں جو کثرتِ نماز (نفلی نماز) اور صدقہ سے بہتر ہے لوگوں نے عرض کی ضرور بتائیں تو آپ نے فرمایا دو ناراض آدمیوں کے درمیان صلح کراؤ اور بغض سے بچو کہ یہ تو مونڈنے والا ہے۔

بَابٌ: قَتْلُ النِّسَاءِ

عورتوں کا قتل

867۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا نَافِعٌ، عَنْ اِبْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى فِي بَعْضِ مَغَازِيْهِ امْرَأَةً مَقْتُوْلَةً، فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ، وَنَهٰى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ۔

867۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کسی غزوہ میں ایک عورت کو مقتول پایا آپ ﷺ نے اس کو ناپسند فرمایا اور عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهٰذَا نَأْخُذُ، لَا يَنْبَغِي أَنْ يُقْتَلَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْمَغَازِي اِمْرَأَةٌ وَلَا شَيْخٌ فَانٍ، إِلَّا أَنْ تُقَاتِلَ الْمَرْأَةُ فَتُقْتَلَ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں کہ عورت اور شیخ فانی کو جنگوں میں قتل نہیں کرنا چاہیے مگر جب عورت جنگ کرے تو اسے قتل کردینا چاہیے۔

بَابٌ: اَلْمُرْتَدُّ

باب المرتد

868۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيُّ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَدِمَ رَجُلٌ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ قِبَلِ أَبِيْ مُوْسٰى، فَسَأَلَهُ عَنِ النَّاسِ، فَأَخْبَرَهُ ثُمَّ قَالَ: هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ مُغْرِبَةِ خَبَرٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ، فَقَالَ مَاذَا فَعَلْتُمْ بِهِ؟ قَالَ: قَرَّبْنَاهُ فَضَرَبْنَا عُنُقَهُ، قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَهَلَّا طَبَقْتُمْ عَلَيْهِ بَيْتاً ثَلَاثاً وَأَطْعَمْتُمُوْهُ كُلَّ يَوْمٍ رَغِيْفاً، فَاسْتَتَبْتُمُوْهُ لَعَلَّهُ يَتُوْبُ وَيَرْجِعُ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي لَمْ آمُرْ، وَلَمْ أَحْضُرْ، وَلَمْ أَرْضَ إِذَا بَلَغَنِيْ۔

868۔حضرت عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالقاری نے اپنے والدِ محترم سے روایت کی کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک آدمی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا آپ نے اس سے وہاں کے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا اس نے آپ کو آگاہ کیا آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی نئی خبر ہے اس نے عرض کی جی ہاں ایک آدمی اسلام لانے کے بعد کافر ہوگیا آپ نے فرمایا تم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا اس نے کہا ہم نے اسے حاضر کیا اور اس کی گردن اڑادی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے اسے تین دن تک کوٹھڑی میں بند کیوں نہ کیا؟ تم ہر روز اسے کھانا کھلاتے تم اسے توبہ کے متعلق کہتے شاید وہ توبہ کرلیتا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آتا۔ اے اللہ میں نے نہ اس کا حکم دیا نہ میں وہاں موجود تھا اور نہ ہی مجھے خوشی ہوئی جب مجھے یہ خبر پہنچی۔

قَالَ مُحَمَّدٌ: إِنْ شَاءَ الْإِمَامُ أَخَّرَ الْمُرْتَدَّ ثَلَاثاً إِنْ طَمِعَ فِي تَوْبَتِهِ، أَوْ سَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ الْمُرْتَدُّ، وَإِنْ لَمْ يَطْمَعْ فِي ذٰلِكَ وَلَمْ يَسْأَلْهُ الْمُرْتَدُّ فَقَتَلَهُ فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اگر امام چاہے تو مرتد کو تین دن کی مہلت دے اگر اس کے توبہ کرنے کی امید ہو یا مرتد اس سے مہلت مانگے اور اگر توبہ کی امید نہ ہو اور مرتد بھی مہلت طلب نہ کرے تو اس کو قتل کردے تو کوئی حرج نہیں۔

بَابٌ: مَا يُكْرَهُ مِنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ

ریشم اور ریشمی کپڑا پہننا

869۔ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا نَافِعٌ، عَنْ اِبْنِ عُمَرَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَأٰى حُلَّةً سِيَرَاءَ تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ

869۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی جبکہ آپ نے خالص ریشم کا حلہ دیکھا جو مسجد کے پاس فروخت کیا

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا (25:30)

اور پیغمبر کہیں گے کہ اے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا

Then the Messenger will say: "O my Lord! Truly my people took this Qur'an for just foolish nonsense."

غامدی، توہین رسالت، سلمان تاثیر اور ممتاز قادری

"ایک لمحے کے لیے فرض کرلیں کہ غامدی صاحب کی بات درست ہے اور قرآن نے توہین رسالت کا کوئی قانون نہیں دیا اور کسی بھی آیت کی رو سے گستاخ رسول کی سزا موت ثابت نہیں ہوتی"

غامدی صاحب ! مجھے اس سے غرض نہیں کہ گستاخ کی سزا قرآن کریم میں موجود ہے یا نہیں !

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا (4:137)

جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے (مرتد کی سزا قتل کے بعد) پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے (مرتد کی سزا قتل کے بعد) پھر کفر میں بڑھتے گئے ان کو خدا نہ تو بخشے گا اور نہ سیدھا رستہ دکھائے گا

جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوگئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوگئے پھر کفر میں بڑھتے گئے ان کو خدا نہ تو بخشے گا اور نہ سیدھا رستہ دکھائے گا

Those who believe, then reject faith, then believe (again, after death penalty), and (again, after death penalty), reject faith and go on increasing in unbelief,- Allah will not forgive them nor guide them nor guide them on the way.

Those who believe, then reject faith, then believe (again) and (again) reject faith, and go on increasing in unbelief,- Allah will not forgive them nor guide them nor guide them on the way.

No Death Penalty for Murtad in Hadith Mota Imam Muhammad Hanafi Fiqh

Compiled by: Rana Ammar Mazhar

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۖ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا
انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (2:256)

دین (اسلام) میں زبردستی نہیں ہے ہدایت (صاف طور پر ظاہر اور) گمراہی سے الگ ہو چکی ہے تو جو شخص بتوں سے اعتقاد نہ رکھے اور خدا پر ایمان لائے اس نے ایسی مضبوط رسی ہاتھ میں پکڑ لی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں اور خدا (سب کچھ) سنتا اور (سب کچھ) جانتا ہے
(2:256)

Let there be no compulsion in religion: Truth stands out clear from Error: whoever rejects evil and believes in Allah hath grasped the most trustworthy hand-hold, that never breaks. And Allah heareth and knoweth all things.(2:256)

إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ۚ
وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ
عَلَيْهِمْ سَبِيلًا (4:90)

مگر جو لوگ ایسے لوگوں سے جا ملے ہوں جن میں اور تم میں (صلح کا) عہد ہو یا اس حال میں کہ ان کے دل تمہارے ساتھ یا اپنی قوم کے ساتھ لڑنے سے رک گئے ہوں تمہارے پاس آجائیں (تو احتراز ضروری نہیں) اور اگر خدا چاہتا تو ان کو تم پر غالب کردیتا تو وہ تم سے ضرور لڑتے پھر اگر وہ تم سے (جنگ کرنے سے) کنارہ کشی کریں اور لڑیں نہیں اور تمہاری طرف صلح (کا پیغام) بھیجیں تو خدا نے تمہارے لئے ان پر (زبردستی کرنے کی) کوئی سبیل مقرر نہیں کی (4:90)

Except those who join a group between whom and you there is a treaty (of peace), or those who approach you with hearts restraining them from fighting you as well as fighting their own people. If Allah had pleased, He could have given them power over you, and they would have fought you: Therefore if they withdraw from you but fight you not, and (instead) send you (Guarantees of) peace, then Allah Hath opened no way for you (to war against them).(4:90)

کیا یہ امر حیرت انگیز نہیں کہ
قرآن میں کم از کم چار مرتبہ ارتداد کا ذکر
ہوا ہے لیکن کسی ایک جگہ پر بھی اشارۃً یا
کنایۃً قتل تو دور کی بات ،(دنیا
میں) کسی بھی سزا کا ذکر نہیں کیا
گیا۔

Fiqah Hanfiah Main Murtad Ki Saza Maut Nahin

عنوان الکتاب: البحر الرائق شرح کنز الدقائق

المؤلف: لابن نجیم المصري

بهامش مع منحة الخالق لابن عابدين

الناشر: المطبعة العلمية

سنة النشر: الطبعة الأولى طبعة سنة 1311ھ

عدد المجلدات: 08

مجلد الخامس۔ صفحہ 124-125

فقہ حنفیہ میں رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے والے یعنی شاتم رسول اللہ ﷺ والے کو قتل کی سزا (جو قرآن و سنت کا حکم ہے) نہیں۔ بلکہ فقہ حنفیہ کے ہاں شاتم رسول اللہ ﷺ کی جان اور مال کی حفاظت بھی کی جائے گی۔ اس بات سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ احناف کا اسلام اور قرآن و حدیث سے کتنا تعلق ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مطابق وہ شخص مومن ہو ہی نہیں سکتا جو رسول اللہ ﷺ سے دنیا کی ہر شئے سے زیادہ محبت نہ کرتا ہو حتٰی کہ اپنے والدین سے بھی زیادہ۔ لیکن احناف کو ان چند کوڑیوں سے زیادہ محبت ہے جو بطور ذمہ مل جائے۔ آپ دکھیں کہ فقہ حنفیہ کے محرر مذہب نعمانی (یعنی فقہ حنفیہ) کے منصب پر فائز ہیں اور جو احناف میں ابو حنیفہ ثانی کہلوائے جاتے ہیں کس ہٹ دھرمی کے ساتھ اعلان کرتے ہیں:

"جی ہاں! (رسول اللہ ﷺ کو) گالی کے مسئلے میں مومن کا دل (ہمارے) مخالف کے قول کی طرف مائل ہوتا ہے لیکن ہمارے لئے ہمارے مذہب (یعنی فقہ حنفیہ) کی اتباع (تقلید) واجب ہے۔"

ان کو دین اسلام اور قرآن پر ایمان کی کوئی فکر نہیں، ایمان جاتا ہے چلے جائے مگر فقہ حنفیہ ہاتھ سے نہ جائے! اور ان کے نزدیک قرآن و سنت کا حکم ماننا لازم نہیں بلکہ اپنے مذہب یعنی فقہ حنفیہ کو ماننا لازم ہے۔ اللہ ہمیں دین اسلام پر استقامت دے اور فتنہ فقہ حنفیہ سے محفوظ رکھے۔ آمین

قولہ ولا ینتقض عہدہ بالاباء عن الجزیۃ والزنا بمسلمۃ وقتل مسلم وسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور جو (ذمی کافر) جزیہ دینے سے رک جائے (یعنی جزیہ دینے سے انکار کردے) یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے یا مسلمان کو قتل کردے یا رسول اللہ ﷺ کو گالی دے تو اس کا عہد نہیں ٹوٹے گا۔

نعم نفس المؤمن تمیل الی قول المخالف فی مسئلۃ السب لکن اتباعنا للمذہب واجب

جی ہاں! (رسول اللہ ﷺ کو) گالی کے مسئلے میں مومن کا دل (ہمارے) مخالف کے قول کی طرف مائل ہوتا ہے لیکن ہمارے لئے ہمارے مذہب (یعنی فقہ حنفیہ) کی اتباع (تقلید) واجب ہے۔

﴿الجـــزء الخامس﴾

من البحر الرائق شرح كنز الدقائق للامام
العلامة والنحرير الفهامة فقيه عصره
ووحيد دهره محرر المذهب النعمانى
وأبى حنيفة الثانى الشيخ زين
الدين الشهير بابن نجيم
رحمه الله تعالى
آمين

وبهامشه الحواشى المسماة بمنحة الخالق على البحر الرائق لخاتمة المحققين ونخبة العلماء العاملين العلامة الفاضل والاستاذ الكامل السيد محمد أمين الشهير بابن عابدين رحمه الله وقد جعل كتاب البحر مفرغا فى سبعة أجزاء والجزء الثامن تكملة العلامة المحقق محمد الشهير بالطورى ولتمام الانتفاع جعل المتن مع الحاشية فى طرة الكتاب وفصل بينهما بفاصل من جدولى الطبع المستطاب

﴿ الطبعة الاولى بالمطبعة العلمية ﴾

(قوله وفي الحانية الذمي اذا اشترى الخ) قال الرملي حاصله ان المسئلة خلافية والذي يجب أن يعول عليه التفصيل فلا نقول بالمنع مطلقا ولا بعدمه مطلقا بل يدور الحكم على القلة والكثرة والضرر والمنفعة وهذا هو الموافق للقواعد الفقهية فتأمل

واحدة أو بعلامتين أو بالثلاث قال بعضهم بعلامة واحدة اما على الرأس كالقلنسوة الطويلة المضربة أو على الوسط كالكستيج أو على الرجل كالنعل والمكعب على خلاف نعال النا أو مكاعبنا وقال بعضهم لا بد من الثلاث ومنهم من قال في النصراني يكتفى بعلامة واحدة وفي اليهودي بعلامتين وفي المجوس بالثلاث واليه مال الشيخ أبو بكر محمد بن الفضل وفي الذخيرة وبه كان يفتي بعضهم قال شيخ الاسلام والاحسن أن يكون في الكل ثلاث علامات وكان الحاكم الامام أبو محمد يقول ان صالحهم الامام وأعطاهم الذمة بعلامة واحدة لا يزاد عليها وأما اذا فتح بلدا عنوة وقهرا كان للامام أن يلزمهم العلامات وهو الصحيح اه واذا وجب عليهم اظهار الذل والصغار مع المسلمين وجب على المسلمين عدم تعظيمهم لكن قال في الذخيرة اذا دخل يهودي الحمام هل يباح للخادم المسلم أن يخدمه ان خدمه طمعا في فلوسه فلا بأس به وان فعل ذلك تعظيما له ان كان ليميل قلبه الى الاسلام فلا بأس به وان فعل ذلك تعظيما له من غير أن ينوي شيأ مما ذكرناه كره له ذلك وكذا اذا دخل ذمي على مسلم فقام له ان قام طمعا في ميله الى الاسلام فلا بأس به وان فعل ذلك تعظيما له من غير أن ينوي ما ذكرنا أو قام تعظيما لغناه كره له ذلك اه قال الطرسوسي ان قام تعظيما لذاته وما هو عليه كفر لان الرضا بالكفر كفر فكيف بتعظيم الكفر اه كذا في شرح المنظومة وفي الحانية الذمي اذا اشترى دارا في المصر ذكر في العشر والخراج انه لا ينبغي أن يباع منه وان اشتراها يجبر على بيعها من المسلم وذكر في الاجارات انه يجوز الشراء ولا يجبر على البيع ولا يترك الذمي أن يتخذ بيته صومعة في المصر يصلي فيه اه وفي الصغرى وذكر في الاجارات انه لا يجبر على البيع الا اذا كثر فحينئذ يجبر اه وفي التتارخانية يمكنون من المقام في دار الاسلام على رواية عامة الكتب الا أن يكون من امصار العرب كارض الحجاز وعلى رواية العشر كما يجبر على بيع داره يخرجون من المصر وبه أخذ الحسن بن زياد وفي الذخيرة واذا تكارى أهل الذمة دورا فيما بين المسلمين ليسكنوا فيها جاز لانهم اذا سكنوا بين المسلمين رأوا معالم الاسلام ومحاسنه وشرط الحلواني قلتهم بحيث يمكنون من المقام في دار الاسلام الا في امصار العرب كارض الحجاز أما اذا كثروا بحيث تعطل بسبب سكناهم بعض المسلمين أو تقللوا يمنعون من السكنى فيما بين المسلمين ويؤمرون بأن يسكنوا ناحية ليس فيها المسلمون وهو محفوظ عن أبي يوسف اه وفي المحيط يمكنون أن يسكنوا في امصار المسلمين يبيعون ويشترون في أسواقهم لان منفعة ذلك تعود الى المسلمين اه (قوله ولا ينتقض عهده بالاباء عن الجزية والزنا بمسلمة وقتل مسلم وسب النبي صلى الله عليه وسلم) لان الغاية التي ينتهي بها القتال التزام الجزية لا اداؤها والالتزام باق فيأخذها الامام منه جبرا والاباء الامتناع وأما الزنا فيقيم الحد عليه وفي القتل يستوفي القصاص منه وأما السب فكفر والمقارن له لا يمنعه فالطارئ لا يرفعه وأشار الى انه لا ينتقض اذا نكح مسلمة ولو وقع ذلك فالنكاح باطل ويعزران وكذا الساعي بينهما ولو أسلم بعد ذلك لا يجوز النكاح لوقوعه باطلا كذا في المعراج من باب نكاح الكافر وذكر العيني وفي رواية مذكورة في واقعات حسام ان أهل الذمة اذا امتنعوا عن أداء الجزية ينتقض العهد ويقاتلون وهو قول الثلاثة اه ولا يخفى ضعفها رواية ودراية كما ان قول العيني واختياري

ولا ينتقض عهده بالاباء عن الجزية والزنا بمسلمة وقتل مسلم وسب النبي صلى الله عليه وسلم

(قوله كما أن قول العيني واختياري الخ) قال الرملي عبارة العيني قال الشافعي ينتقض به لانه ينقض الايمان فالامان أولى وبه قال مالك وأحمد واختياري هذا فقوله هذا اشارة الى النقض لا الى القتل ولا يلزم من عدم النقض عدم القتل وقوله لا أصل له في الرواية فاسد اذ صرحوا قاطبة بانه يعزر على ذلك ويؤدب وهو يدل على جواز قتله زجرا لغيره اذ يجوز الترقي في التعزير الى القتل اذا عظم موجبه ومذهب الشافعي رحمه الله عدم النقض به كمذهبنا على الاصح قال ابن السبكي لا ينبغي أن يفهم من عدم الانتقاض انه لا يقتل فان ذلك لا يلزم وقد حقق ذلك الوالد رحمه الله في كتابه السيف المسلول على من سب الرسول وصحح انه يقتل وان قلنا بعدم انتقاض العهد اه كلام ابن السبكي وانظر الى قوله لا ينبغي أن يفهم من ان عدم الانتقاض أن لا يقتل وليس في المذهب ما ينفي قتله خصوصا اذا أظهر ما هو الغاية في التمرد وعدم الاكتراث والاستخفاف

واستعلى على المسلمين على وجه صار مستمرا عليهم فما بحثه في الفتح في النقض مسلم مخالفته للمذهب وأما ما بحثه في القتل فغير مسلم مخالفته للمذهب تأمل اه قلت وفي شرح المقدسي بعد نقله كلام العيني والفتح ١٢٠ ما نصه وهو مما يميل اليه كل مسلم والمتون والشروح خلاف ذلك أقول وانما أن نؤدب الذمي تعزيرا شديدا بحيث لو مات كان دمه هدرا كما عرف أن من مات في تعزير أو حد لا شئ فيه اه (قوله وكذا وقع لابن الهمام بحث الخ) حيث قال والذي عندي ان سبه عليه الصلاة والسلام

بل بالالتحاق ثمة أو بالغلبة على موضع للحراب وصاروا كالمرتدين

أو نسبته ما لا ينبغي الى الله تعالى ان كان مما لا يعتقدونه كنسبة الولد الى الله تعالى وتقدس عن ذلك ان أظهره يقتل به وينتقض عهده وان لم يظهر ولكن عثر عليه وهو يكتمه فلا وتمامه فيه قلت وفي حاشية السيد أبي السعود عن الذخيرة ما يؤيده حيث قال وفي الذخيرة اذا ذكره بسوء يعتقده ويتدين به بأن قال انه ليس برسول أو قتل اليهود بغير حق أو نسبه الى الكذب فعند بعض الائمة لا ينتقض عهده اما اذا ذكره بما لا يعتقده ولا يتدين به كما لو نسبه الى الزنا أو طعن في نسبه ينتقض اه (قوله واستدلاله في المحيط الخ) قلت يجاب عنه بأنه قصد الاستدلال بمفهوم الدلالة كما يشير اليه قوله ولانه لو فعله المسلم الخ تأمل (قوله ولا ينتقض بالقول) قال في النهر ويشكل عليه ما قدمناه من انه لو امتنع من قبول الجزية نقض عهده وليس ذلك الا بالقول اه

أن يقتل بسب النبي صلى الله عليه وسلم لا أصل له في الرواية وكذا وقع لابن الهمام بحث هنا خالف فيه أهل المذهب وقد أفاد العلامة قاسم في فتاواه انه لا يعمل بأبحاث شيخه ابن الهمام المخالفة للمذهب نعم نفس المؤمن تميل الى قول المخالف في مسئلة السب لكن اتباعنا للمذهب واجب وفي الحاوي القدسي ويؤدب الذمي ويعاقب على سبه دين الاسلام أو النبي أو القرآن اه (قوله بل بالالتحاق ثمة أو بالغلبة على موضع للحراب) أي بل ينتقض عهده بالالتحاق بدار الحرب ونحوه لانهم صاروا حربا علينا فيعرى عقد الذمة عن الفائدة وهو دفع شر الحراب وظاهر كلامهم انه لا ينتقض الا بأحد الامرين وقد ذكر في فتح القدير من باب نكاح المشرك أن الذمي لو جعل نفسه طليعة للمشركين فانه يقتل لانه محارب معنى فحينئذ هي ثلاث لكن في المحيط هنا الذمي اذا وقف منه على انه يخبر المشركين بعيوب المسلمين أو يقاتل رجلا من المسلمين فيقتله لا يكون نقضا للعهد لما روى ان حاطب بن أبي بلتعة كتب الى مكة ان النبي صلى الله عليه وسلم يريد حربكم فخذوا حذركم وجعل الكتاب في قرن امرأة لتذهب به الى مكة فنزل قوله تعالى يا أيها الذين آمنوا لا تتخذوا عدوي وعدوكم أولياء تلقون اليهم بالمودة فبعث عليا رضي الله عنه فأخذه وجاء به الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لحاطب ما حملك على هذا فقال ان لي عيالات وقرابات بمكة واردت أن يكون لي عندهم يد واني أعلم ان الله تعالى ناصرك ومكنك ولا يضرك ما صنعت فقال عمر رضي الله عنه ائذن لي حتى اضرب عنق هذا المنافق فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مهلا يا عمر لعل الله اطلع على أهل بدر فقال اعملوا ما شئتم واني غفرت لكم لانه لو فعله المسلم لا يكون نقضا للاسلام فكذلك اذا فعله الذمي غير انه يعاقب ويحبس لانه ارتكب محظورا اه الا ان يفرق بين الطليعة وبين ما في المحيط لما في المغرب الطليعة واحدة الطلائع في الحرب وهم الذين يبعثون ليطلعوا على أخبار العدو ويتعرفونها قال صاحب العين وقد يسمى الرجل الواحد في ذلك طليعة والجمع أيضا اذا كانوا معا وفي كلام محمد الطليعة الثلاثة والاربعة وهي فوق السرية اه فيحمل ما في المحيط على انه لم يبعثه أهل الحرب ليطلع على أخبار المسلمين وما في الفتح ظاهر فيما اذا بعثوه لذلك واستدلاله في المحيط بواقعة حاطب بعيد لان كلامه في الذمي وحاطب كان مؤمنا ولذا قال تعالى يا أيها الذين آمنوا الخ وقال تعالى ومن يفعل ذلك منكم فقد ضل سواء السبيل ولذا قال له رسول الله صلى الله عليه وسلم صدقت وأفاد المصنف رحمه الله ان العهد لا ينتقض بالقول ولذا قال في المحيط عقد الذمة ينتقض بالفعل وهو الالتحاق ولا ينتقض بالقول وامان الحربي ينتقض بالقول اه (قوله وصاروا كالمرتدين) أي صار أهل الذمة بالالتحاق أو بالغلبة كالمرتدين في قتلهم ودفع مالهم لورثتهم لانه التحق بالاموات لتباين الدار قيدنا التشبيه في الشيئين لان بينهما فرقا من جهة أخرى وهو ان الذمي بعد الالتحاق يسترق ولا يجبر على قبول الذمة ذكرا كان أو أنثى كما في المحيط بخلاف المرتد حيث لا يسترق ويجبر على الاسلام لان كفر المرتد أغلظ وسيأتي ان المرتدة تسترق بعد اللحاق رواية واحدة وقبله في رواية وأفاد بالتشبيه ان المال الذي لحق به بدار الحرب فيء كالمرتد ليس لورثتهما أخذه بخلاف ما اذا رجع الى دار

باب ثانی

مرتد کے بارے میں تفصیلات اور ان کا حکم

اس باب میں ان کفریہ الفاظ کی تفصیل درج کی گئی ہے جن کا تعلق ایمان واسلام، اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، انبیا علیہم السلام، صحابہ کرام، فرشتوں، قرآن پاک، نماز، روزہ اور زکواۃ، علم وعلما، حلال وحرام، فاسق وفاجر کے کلام، قیامت، اور تلقین کفر سے ہے۔ آخر میں کفر وارتداد سے توبہ کا طریقہ درج کیا گیا ہے۔

جب کوئی مسلمان نعوذ باللہ اسلام سے پھر جائے تو اس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی جائے۔ اگر وہ اسلام کے بارے میں کسی شک وشبہ کا شکار ہو تو اس کا شک وشبہ رفع کیا جائے۔ اگر چہ دوسری دفعہ اسلام کی دعوت دینا اور اس کا شک وشبہ دور کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے کیونکہ اسلام کی دعوت اس کو پہلے ہی پہنچ چکی ہے۔ اب اس کو تجدید دعوت کی احتیاج نہیں ہے۔ نیز مستحب یہ ہے کہ ایسے شخص کو تین دن کے لئے قید میں ڈال دیا جائے۔ اگر وہ ان تین دنوں میں توبہ کر کے دائرہ اسلام میں لوٹ آئے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے کیونکہ اسلام نے مرتد کی سزا قتل مقرر کی ہے اور بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ اگر وہ مہلت طلب کرے تب اس کو مہلت دی جائے ورنہ مہلت دینے کی ضرورت نہیں۔

''مرتد'' عرف عام میں اس شخص کو کہتے ہیں جو دین اسلام سے پھر جائے۔ قبول ایمان کے بعد کلمہ کفر کا زبان سے ادا ہونا مرتد ہونے کا رکن ہے اور مرتد کا حکم صحیح ہونے کے

لئے عقل کا ہونا شرط ہے۔ لہٰذا مجنوں اور بے عقل بچے پر مرتد کا حکم لگانا صحیح نہیں ہے اور جس شخص پر جنون کی کیفیت مستقل طور پر طاری رہتی ہو تو اس پر مرتد کا حکم اس صورت میں لگے گا جبکہ وہ اپنے صحیح الدماغ ہونے کی حالت میں ارتداد کا مرتکب ہو۔ اگر وہ اس وقت ارتداد کا مرتکب ہو جبکہ اس پر جنون کی کیفیت طاری تھی تو اس پر مرتد کا حکم نہیں لگے گا۔ اسی طرح اس شخص پر بھی مرتد کا حکم لگانا صحیح نہیں ہوگا جو ہر وقت نشے کی حالت میں رہتا ہو اور اس کی عقل ماؤف ہو چکی ہو۔

مرتد کا حکم نافذ ہونے کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں ہے یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ جو شخص حالتِ بلوغ میں ارتداد کا مرتکب ہو، اسی کو مرتد قرار دیا جائے جبکہ نابالغ پر بھی (جو صاحب عقل وتمیز ہو یعنی اچھے برے اور اسلام وکفر کے فرق کو سمجھتا ہو یا قریب البلوغ ہو) مرتد کا حکم لگ سکتا ہے۔ اسی طرح مرد ہونا بھی مرتد کے حکم نافذ ہونے کے لئے شرط نہیں ہے بلکہ اگر عورت ارتداد کی مرتکب ہوگی تو اس پر بھی مرتد کا حکم لگے گا۔

مرتد کا حکم نافذ ہونے کے لئے رضا ورغبت شرط ہے لہٰذا اس شخص پر مرتد ہونے کا حکم نافذ نہیں ہوسکتا جس کو مرتد ہو جانے پر مجبور کیا گیا ہو۔

جس شخص کو برسام کی (یا کوئی اور) بیماری ہو اس کو کوئی ایسی چیز کھلا دی جائے جس سے اس کی عقل جاتی رہی اور ہذیان بکنے لگے اور پھر اسی حالت میں وہ مرتد ہو جائے تو اس پر مرتد کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ اسی طرح جو شخص مجنوں ہو یا وسواسی ہو یا کسی بھی قسم کا مغلوب العقل ہو تو اس پر بھی مرتد کا حکم نہیں لگے گا۔

جیسا کہ ابتداء میں بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے اس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی جائے اور اگر اس کو کوئی شک وشبہ ہو تو اسے دور کیا جائے اور پھر جب وہ دوبارہ دائرہ اسلام میں آنا چاہے تو کلمہ شہادت پڑھے اور مذہب اسلام کے سوا اور سب مذاہب سے بیزاری کا اظہار کرے اور اگر اسی مذہب سے بیزاری کا اظہار کرے جس کے دائرہ میں وہ اسلام کو چھوڑ کر گیا تھا تو یہ بھی کافی ہوگا۔ نیز اگر وہ (مرد یا عورت) شادی شدہ ہے تو نکاح بھی دوبارہ کرنا ہوگا ورنہ دونوں گناہ گار ہوں گے۔ کیونکہ ارتداد سے نکاح بھی ختم

ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص مرتد ہونے کے بعد پھر اسلام میں لوٹ آئے اور پھر کفر کی طرف لوٹ جائے اسی طرح تین مرتبہ کرے اور ہر ہر مرتبہ امام وقت سے مہلت چاہے تو امام وقت اس کو تین تین دن کی تینوں مرتبہ تو مہلت دے دے لیکن اگر وہ پھر چوتھی بار کفر کی طرف لوٹے اور مہلت طلب کرے تو اب چوتھی بار امام وقت اس کو مہلت نہ دے بلکہ اگر وہ آخری طور پر دائرہ اسلام میں واپس آ جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

اگر کوئی صاحب عقل لڑکا مرتد ہو جائے تو اس کا ارتداد حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک معتبر ہوگا لہٰذا اس کو دائرہ اسلام میں آ جانے پر مجبور کیا جائے اور اس کو قتل نہ کیا جائے۔ یہی حکم اس لڑکے کا ہے جو قریب البلوغ ہو۔ صاحب عقل لڑکے سے مراد ایسی عمر کا لڑکا ہے جو یہ سمجھتا ہو کہ اسلام نجات کا ذریعہ ہے اور وہ اچھے اور برے میں، چھوٹے اور بڑے میں، میٹھے اور کڑوے میں تمیز کر سکتا ہو۔ بعض حضرات کے نزدیک وہ لڑکا مراد ہے جو سات سال کی عمر کو پہنچ گیا ہو۔

اگر کوئی عورت مرتد ہو جائے تو اس کو قتل نہ کیا جائے بلکہ جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائے اس کو قید میں ڈالے رکھا جائے اور ہر تیسرے دن اس کو بطور تنبیہ مارا جائے تاکہ وہ اپنے ارتداد سے توبہ کر کے دائرہ اسلام میں آ جائے لیکن اگر کوئی شخص کسی مرتد عورت کو قتل کر دے تو قاتل پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔

جب کوئی شخص مرتد ہو جاتا ہے تو اس کے مال سے اس کی ملکیت زائل ہو جاتی ہے لیکن ملکیت کا زائل ہونا موقوف رہتا ہے اگر اس شخص کو توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے اور وہ پھر مسلمان ہو جائے تو اس کی ملکیت بھی واپس آ جاتی ہے اور اگر وہ اسی حالت ارتداد میں مر جائے یا اس کو قتل کر دیا جائے تو اس کے اس مال کے جو اس نے اسلام کی حالت میں کمایا تھا اس کے مسلمان وارث اس کے حقدار ہوں گے اور ان کو اس مال کا وہی حصہ ملے گا جو اس کے زمانہ اسلام کے لئے ہوئے دَین تھے، اس کے دَین (قرض وغیرہ) کی ادائیگی کے بعد بچے گا اور جو مال اس نے حالت ارتداد میں کمایا ہوگا اس میں سے اس کے زمانۂ ارتداد کے

دَین (قرض وغیرہ) کی ادائیگی کے بعد جو کچھ بچے گا وہ مال فـــئـــی شمار ہو کر بیت المال میں جمع ہوگا (اگر بیت المال ہو تو)۔ ورنہ دوسرے مصارف میں اس کو استعمال کیا جائے گا۔

یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔ صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسفؒ اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک مرتد کی ملکیت زائل نہیں ہوتی۔

اگر کوئی مرتد اپنے ارتداد سے تائب ہو کر دارالاسلام واپس آ جائے اور یہ واپسی قاضی وحاکم کی طرف سے اس کے دارالحرب چلے جانے کے حکم کے نفاذ سے پہلے ہو تو اس کے مال واسباب کے بارے میں اس کے مرتد ہو جانے کا حکم باطل ہو جاتا ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے گویا کہ مسلمان ہی تھا۔ اور اگر اس کی واپسی قاضی وحاکم کے حکم کے نفاذ کے بعد ہو تو وہ اپنے وارثوں کے پاس اپنی جو چیز پائے اس کو لے لے اور جو مال واسباب اس کے وارثوں نے بیع، ہبہ اور عتاق وغیرہ کے ذریعہ اپنی ملکیت سے نکال دیا ہے اس کے مطالبہ کا حق اس کو نہیں پہنچے گا اور اپنے وارثوں سے اس کو ایسے مال کا بدلہ ومعاوضہ لینے کا حق حاصل ہوگا۔

جو شخص اپنے ماں باپ کی اتباع میں مسلمان تھا (یعنی وہ بچہ تھا اور اپنے مسلمان ماں باپ کی وجہ سے مسلمان کے حکم میں تھا) اور پھر ارتداد کے ساتھ بالغ ہوا تو اگرچہ قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے مگر اس کے بارے میں از راہ استحسان یہ حکم ہے کہ اس کو قتل نہ کیا جائے (کیونکہ بلوغ سے پہلے وہ مستقل بالذات مسلمان نہیں تھا بلکہ اپنے ماں باپ کی اتباع میں مسلمان کے حکم میں تھا) اسی طرح یہی حکم اس شخص کے بارے میں ہے جو چھوٹی عمر میں مسلمان ہو گیا تھا مگر جب بالغ ہوا تو مرتد تھا نیز اگر کسی شخص کو زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا اور پھر وہ اسلام سے پھر گیا تو اس کو بھی از راہ استحسان قتل نہ کیا جائے لیکن ان تمام صورتوں میں حکم یہ ہے کہ اس کو اسلام قبول کر لینے پر مجبور کیا جائے اور اگر اسلام قبول کرنے سے پہلے کسی نے اس کو مار ڈالا تو مارنے والے پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔

لقیط (وہ بچہ جو کہیں پڑا ہوا پایا جائے) اگر دارالاسلام میں ہو تو اس کے مسلمان ہونے کا حکم نافذ کیا جائے اور اگر کفر کی حالت میں بالغ ہو تو اس کو اسلام لانے پر مجبور کیا

جائے لیکن اس کو قتل نہ کیا جائے۔

یہاں تک تو مرتد کے بارے میں کچھ احکام ومسائل کا ذکر تھا۔ اب کچھ ان باتوں کو بیان کردینا ضروری ہے جن کا مرتکب کافر ہوجاتا ہے چنانچہ ان میں سے بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق ایمان واسلام سے ہے۔ بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وصفات وغیرہ سے ہے، بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق انبیاء علیہم السلام سے ہے، بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق صحابہ کرامؓ سے ہے، بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق فرشتوں سے ہے، بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق قرآن مجید سے ہے، بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق نماز، روزے اور زکوٰۃ سے ہے، بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق علم اور علماء سے ہے، بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق حلال وحرام وغیرہ سے ہے، بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق قیامت وغیرہ سے ہے اور بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق کفر کی تلقین کرنے سے ہے۔ چونکہ یہ ایک طویل سلسلہ ہے اس لئے ان باتوں (یعنی موجبات کفر) کو ترتیب کے ساتھ الگ الگ عنوان کے ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

• • •

وہ موجباتِ کفر جن کا تعلق ایمان واسلام سے ہے

ایمان واسلام کے بارے میں وہ باتیں جن کا مرتکب کافر ہوجاتا ہے، یہ ہیں۔

اگر کوئی شخص یوں کہے کہ "مجھے نہیں معلوم کہ میرا ایمان صحیح ہے یا نہیں؟" تو یہ خطائے عظیم ہے۔ ہاں اگر اس بات کا مقصد اپنے شک کی نفی کرنا ہو تو خطائے عظیم نہیں ہے۔ جس شخص نے اپنے ایمان میں شک کیا اور یہ کہا کہ "میں مومن ہوں انشاء اللہ" تو وہ کافر ہے۔ ہاں اگر وہ یہ تاویل کرے کہ "مجھے نہیں معلوم کہ میں اس دنیا سے ایمان کے ساتھ اٹھوں گا یا نہیں؟" تو اس صورت میں وہ کافر نہیں ہوگا۔ جس شخص نے یہ عقیدہ رکھا کہ ایمان و کفر ایک ہیں تو وہ کافر ہے۔ جو شخص ایمان پر راضی ومطمئن نہ ہوا وہ کافر ہے۔ (ایمان کے متعلق تفصیل کتاب کے شروع میں بیان ہوچکی ہے) جو شخص اپنے نفس کے کفر پر راضی ہوا وہ کافر ہے۔ اور جو شخص اپنے غیر کے کفر پر راضی ہوا اس کے بارے میں علماء کے اختلافی

اقوال ہیں اور فتویٰ اس قول پر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غیر کے کفر پر اس لئے راضی ہوا تا کہ وہ (کافر) ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔ اور اگر وہ اس کے کفر پر اس لئے راضی ہوا تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں اس چیز کا اظہار کرے جو اسکی صفات کے لائق نہیں ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ جس شخص نے یہ کہا کہ "میں اسلام کی صفت نہیں جانتا" تو وہ کافر ہو گیا۔ (اسلام کے متعلق تفصیل بھی کتاب کے شروع میں بیان ہو چکی ہے۔) شمس الائمہ حلوانیؒ نے اس مسئلہ کو بڑے سخت انداز میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس طرح کہنے والا ایک ایسا شخص ہے جس کے لئے نہ دین ہے، نہ نماز ہے، نہ روزہ ہے، نہ طاعت و عبادت ہے، نہ نکاح ہے اور اس کی اولاد زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد ہے۔

ایک مسلمان نے کسی ایسی عیسائی (یا یہودی) لڑکی سے نکاح کیا جس کے ماں باپ بھی عیسائی (یا یہودی) ہیں اور پھر وہ اس حال میں بڑی ہوئی کہ وہ کسی مذہب اور دین کو نہیں جانتی یعنی نہ تو وہ دین کو دل سے پہچانتی ہے اور نہ اس کو زبان سے بیان کر سکتی ہے اور وہ دیوانی بھی نہیں ہے تو اس صورت میں اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان تفریق ہو جائے گی۔ اسی طرح کسی مسلم بچی سے نکاح کیا اور پھر جب وہ حالتِ عقل میں بالغ ہوئی تو نہ وہ اسلام کو دل سے جانتی پہچانتی ہے اور نہ اس کو زبان سے بیان کر سکتی ہے اور وہ دیوانی بھی نہیں ہے تو اس صورت میں بھی اس کے شوہر کے درمیان جدائی ہو جائے گی۔ (ایسی صورت میں اس لڑکی کے سامنے اسلام کو پیش کیا جائے۔ جب وہ اسلام کو قبول کر لے تو اب پھر سے ان کا دوبارہ نکاح پڑھایا جائے۔)

اگر کسی عورت سے پوچھا گیا کہ "توحید کیا ہے؟" اس نے جواب میں کہا "میں نہیں جانتی" تو اس جواب سے اس کی مراد اگر یہ ہو کہ مجھے وہ توحید (یعنی کلمۂ توحید) یاد نہیں ہے۔ جو بچے مکتب میں پڑھا کرتے ہیں تو اس میں اس کا کوئی نقصان نہیں لیکن اگر وہ اس جواب سے یہ مراد رکھتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو نہیں پہچانتی تو اس صورت میں وہ مومنہ نہیں رہے گی اور اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا۔

Ghamidi, Blasphemy Law, Salman Taseer & Mumtaz Qadri

غامدی، توہین رسالت، سلمان تاثیر اور ممتاز قادری

غامدی صاحب جب اسلامی ریاست کا تصور پیش کرتے ہیں تو ان کے نزدیک:

- اسلامی میں جمہوری طرز حکومت ہونا چاہیئے
- اسلامی مقننہ اور قانون سازی کے لیے شورائی نظام ہونا چاہیئے
- اور یہی مجلس شوری اس سلسلہ میں بااختیار ہو گی کہ وہ بنیادی اسلامی اصولوں کے مطابق قانون سازی کرے
- اور یہ بھی کہ جو حدود اور قوانین قرآن نے دے دیے ہیں ان میں کوئی تبدیلی کرنے کی شوریٰ مجاز نہیں
- اور جہاں قرآن نے کوئی واضح قانون نہیں دیا تو وہاں قرآن شوریٰ کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ انتظامی امور کو بہتر انداز میں چلانے کے لیے قانون سازی کرے

اب ہم غامدی صاحب کے ان اصولوں کو ہی لیتے ہیں، اور ایک مفروضہ قائم کرتے ہیں:

"ایک لمحے کے لیے فرض کر لیں کہ غامدی صاحب کی بات درست ہے اور قرآن نے توہین رسالت کا کوئی قانون نہیں دیا اور کسی بھی آیت کی رو سے گستاخ رسول کی سزا موت ثابت نہیں ہوتی"

تو اب ہم اس مفروضہ کو غامدی صاحب کے ہی اصولوں کے تحت پرکھیں گے

کیا اسلامی مقننہ کو اختیار نہیں کہ وہ اپنے رسول کی عزت و حرمت کے لیے قانون سازی کرے؟

کیا شورائی نظامی کے تحت وجود میں آنے والے قوانین کو اسلام تحفظ نہیں دیتا

اور کیا شورائی نظام کے تحت وجود میں آنے والے کسی قانون کے بہترین ہونے کے لیے یہ بات کافی نہیں:

ڈیڑھ ہزار سال سے باوجود اس کے کہ مسلمان ہمیشہ نظریاتی اختلاف کا شکار رہے لیکن ایک خاص قانون (مراد، توہین رسالت کا قانون ہے) کے بارے میں کبھی بھی کسی کو اختلاف نہ ہوا اور تمام لوگوں کا اس پر ہمیشہ اتفاق رہا ہے) ماسوائے چند تنہا تنہا آوازوں کے (

اور آج بھی تمام اسلامی فرقوں اور مسالک کے خواص (یعنی علما) اور عوام) یعنی جمہور) اس قانون پر اتفاق رائے رکھتے ہیں اور متحد و متفق ہیں

اور اس کا مظاہرہ ہر روز دیکھنے میں آ رہا ہے

پھر یہ غامدی صاحب کی کیسی روشن خیالی ہے؟

اور کیسی جدت پسندی ہے؟

کہ وہ نہ تو شوریٰ کی مشاورت سے وجود میں آنے والے قانون کو تسلیم کرتے ہیں

نہ ہی انہیں ڈیڑھ ہزار سالہ اتفاق رائے (اجماع امت) کی پرواہے
اور نہ ہی انہیں جمہور عوام کے جذبات اور عقیدت کا احترام ہے

کیا انہیں معلوم نہیں؟
کہ کرمنل پروسیجر کوڈ (جو انگریزوں کی تخلیق ہے) اس میں بھی ہتک عزت کا قانون موجود ہے؟
خود "تاج برطانیہ" کی حرمت کا قانون موجود ہے، حتیٰ کہ وکٹورین تاج کی تصویر کی طرف صرف بندوق یا ڈنڈے سوٹی کے ساتھ اشارہ کرنے بھی تاج برطانیہ کی توہین ہے اور اس کی باقاعدہ سزا ہے یہ الگ بات کہ اب انہوں نے سزائے موت کو ختم کر دیا لیکن یہ انکا معاملہ ہے کہ وہ تاج برطانیہ کے گستاخ کو کیا سزا دیتے ہیں
ہم مسلمان ہیں اور ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت کا پاس ہے اگر ہم نے اس سلسلہ میں کوئی قانون سازی کی ہوئی ہے تو ان کے پیٹ میں کیوں مروڑ اٹھتی ہے

غامدی صاحب! مجھے اس سے غرض نہیں کہ گستاخ کی سزا قرآن کریم میں موجود ہے یا نہیں!
میں مسلمان ہوں اور اتنا جانتا ہوں کہ انتہائی کمترین درجہ کا ایمان رکھنے والا مسلمان بھی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی برداشت نہیں کر سکتا اسی لیے ہم نے اپنے ملک میں قانون سازی کی ہوئی ہے
اگر محترمہ بے نظیر بھٹو کے قتل پر پیپلز پارٹی کے اراکین اتنا ردعمل دکھا سکتے ہیں کہ
ہزاروں گاڑیاں جلادی جائیں
بینک لوٹ لیے جائیں
فیکٹریوں اور کارخانوں کو نذر آتش کر دیا جائے
سیکڑوں لوگوں کو زندہ جلادیا جائے

تو اسے ہماری حکومت ردعمل کہہ کر جان چھڑالے۔۔۔اور آپ جیسے روشن خیال مسلم سکالرز اس پر کوئی گفتگو نہ کریں
کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی؟
کتنے لوگوں کو گرفتار کیا گیا؟
لیکن اگر مسلمان اپنے نبی کی حرمت کے قانون کے لیے آواز اٹھائیں تو حکومت کو بھی مروڑ اٹھتی ہے اور آپ کو بھی تکلیف ہو جاتی ہے
ایک صوبے کا آئینی سربراہ اس قانون کا مذاق اڑاتا ہے حالانکہ اس کا آئینی فرض ہے کہ وہ آئین اور قانون کی بات کرے اور اس کی حفاظت کرے
سیشن کی سطح کے ایک عدالتی فیصلہ پر اس کو اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ وہ اس عیسائی عورت کے پاس جیل میں ملاقات کے لیے جاتا ہے اور پریس کانفرنس کر ڈالتا ہے، کیا اس عوت کی اپیل ہائی کورٹ نے مسترد کر دی تھی، کیا وہ سپریم کورٹ سے بھی مایوس ہو گئی تھی، کہ گورنر صاحب اس کے ساتھ کھڑے ہو گئے
آج آپ روز میڈیا پر سنتے ہیں:
فلاں عورت کو زندہ جلادیا گیا، نو سال کی بچی کو زیادتی کا نشانہ بنایا گیا، پانچ سالی کی بچی، حتیٰ کہ تین سال کی بچیاں بھی جنسی درندگی کا شکار ہوئیں
تاثیر صاحب کتنی مظلوم ماؤں کو تسلی دینے کے لیے گئے

انہوں نے کتنی بیواؤں اور درندگی کا شکار ہونے والی بہنوں کے آنسو پونچھے اور ان کے سروں کو انچل کا سایہ بخشا
انکی انسانی ہمدردی کے جذبات توہین رسالت کے قانون سے متاثرہ عورت کے لیے ہی کیوں امڈ امڈ کر آئے
لمحہ فکریہ ہے

پھر جب عوام خواص سڑکوں پر آگئے تو سلمان تاثیر کو کیوں نہیں روکا گیا،
وہ آئینی سربراہ تھے، انہیں قانونی تحفظ حاصل تھا، انہیں حکومتی سرپرستی حاصل تھی، انکے خلاف کوئی ایف آئی آر درج نہ ہو سکتی تھی، اور انکے خلاف کسی عدالت میں مقدمہ کی سماعت نہ ہو سکتی تھی، اس لیے وہ مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے میں پیش پیش تھے
پھر جو قدرت کو منظور تھا وہ ہو گیا۔۔۔!

غامدی صاحب!
آج آپ میڈیا پر کہتے پھرتے ہیں کہ:
سلمان تاثیر کا قاتل دوہرے تہرے جرم امر تکب ہوا، ایک تو اس نے قانون کو ہاتھ میں لیا، دوسرے اس نے اس شخص کو قتل کیا جس کی حفاظت پر وہ مامور تھا، تیسرا وہ فرائض منصبی میں خیانت کا مرتکب ہوا۔

مجھے آپ یہ بتایئے!
آپ نے سلمان تاثیر کے متعلق یہی بات کیوں نہ کہی
وہ بھی تو۔۔۔ عدالتی پروسیجر کو نظر انداز کرتے ہوئے، عیسائی عورت کو سپورٹ کر کے قانون کو ہاتھ میں لے رہے تھے
وہ بھی تو۔۔۔ جس قانون اور آئین کی حفاظت پر مامور تھے اسی قانون اور آئین کا قتل کر رہے تھے
وہ بھی تو۔۔۔ فرائض منصبی میں خیانت کے مرتکب ہو رہے تھے

تب۔۔۔ ! آپ کے جدید اور روشن خیال اسلامی قوانین کی کونسی شق آپ کو حق بات کہنے سے روک رہی تھی؟
تب آپ نے اہتمام و انصرام کے ساتھ میڈیا پر ان ارشادات عالیہ سے لوگوں کو کیوں نہ نوازا
میں آپ کے متعلق کیا سمجھوں۔۔۔؟
کیا آپ بھی اسی قسم کے روشن خیال علما میں سے تو نہیں
جو ہارون الرشید اور مامون الرشید کو خوش کرنے کے لیے احادیث وضع کیا کرتے تھے
اگر کسی بادشاہ وقت کو کبوتر بازی کا شوق ہوا تو، روشن خیال اور بادشاہی مولوی نے فوراً حدیث وضع کر لی
"کان النبی یطیر الحمام" یعنی۔۔۔ نبی کبوتر اڑایا کرتے تھے
نعوذ باللہ من شرور انفسنا

آپ کون سے بادشاہ کو خوش کر رہے ہیں، وہی جرم ایک حکمران کرے تو آپ کو سانپ سونگھ جاتا ہے۔۔۔ آپ کے لبوں پر تالے پڑ جاتے ہیں
اور وہی جرم ایک عام پاکستانی سے سرزد ہو جائے تو

آپ کی زبان مبارک درافشانیاں اور گل پاشیاں کرنا شروع کر دیتی ہے

بہ مصطفی برسان خویش را کہ دین ہمہ اوست

اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی ست

والسلام علی من تبع الہدیٰ

http://www.alqlm.org/forum/

The Holy Quran, Blasphemy & Constitution of Pakistan

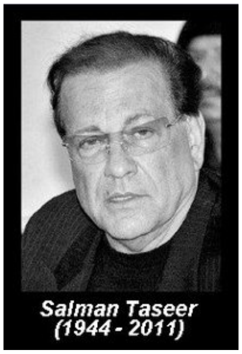

by **Salman Taseer Governor Punjab R.I.P** on Thursday, January 6, 2011 at 6:08pm

Constitution of Pakistan:-

295-C. Use of derogatory remarks, etc., in respect of the Holy Prophet:

Whoever by words, either spoken or written, or by visible representation or by any imputation, innuendo, or insinuation, directly or indirectly, defiles the sacred name of the Holy Prophet Muhammad (peace be upon him) shall be punished with death,"""""OR"""""" imprisonment for life, and shall also be liable to fine.

90% of the Blasphemy cases in Pakistan were wrong in the past.

A woman already spent more then a year in jail.

The Holy Quran:-

In Whole Quran, there are only two places where death is ordered.

1. If one person killed another person & is Proved, So the Killer can be sentenced to death.

2. When a person or group creates turmoil in the country (this means that because of some people's actions, the property, life or respect of the common man is threatened. If some one becomes such a dire threat for the common man) can be sentenced to death. "MENTIONED IN SURAT MAIDA"

Other than this The Holy Quran says "If any person kills another, without discrimination of Muslim or Non Muslim, it is as if he has killed all mankind."

Punishment for Blasphemy against the Prophet (sws)

Javed Ghamidi

(I)

The law for punishing blasphemy against the Prophet (sws) that is invoked in Pakistan has no foundation in the Qur'ān or Hadīth. Therefore, a pertinent question is: What exactly is the justification for this law? Some scholars have prof...fered Q. 5: 33-34 as a possible basis. In their opinion, God, in these verses of Sūrah Mā'idah, has prescribed the punishment for muhārabah (rebellion) and fasād fi al-ard (disorder), and they believe that blasphemy against the Prophet (sws) is also a form of this offence of muhārabah:

The text of the verse (in translation) is:

The punishment of those who fight against God and His Prophet or create disorder in territory is that they be executed in an exemplary manner or be crucified or have their hands and feet cut off from opposite sides or be banished. This disgrace is theirs in the world, and in the Hereafter a severe retribution shall they have, except those who repent before you overpower them. So [do not exceed in severity with them and] know well that Allah is Oft-Forgiving, Ever-Merciful. (Q.5:33-34)

As other viewpoints on foundations for blasphemy laws, this opinion too needs to be reviewed for the following

reasons:

Firstly, the word used in the verse is yuhāribūn (they fight/rebel against). This word entails that the sentences of punishment mentioned in the verse be given only if the offender persists in blasphemy defiantly, resorts to disruption or order, refuses to desist even after repeated exhortation and admonition and, in contrast to an attitude of consequent submission, actually takes a stance of retaliation. On the other hand, if the accused pleads that they are not guilty or gives an excuse to explain their attitude and shows no volition for persistence, they cannot, in any sense of the word, be indicted for muhārabah or fasād fi al-ard.

Secondly, the Qur'ān says that the sentence will not be applicable to those offenders who, despite their prior proclamation and persistence, submit and repent before the law apprehends them. Therefore, the directive is that that those who have repented shall not be given these sentences.

This aspect also entails that, before any action is taken against such offenders, they be called to repent and reform and be repeatedly warned that, if they are believers, they should not destroy their own future in the Hereafter by their wrong attitude or notions and, if they do not believe in God or the Prophet (sws), they should show regard for the feelings and sentiments of Muslims and abstain from this grave violation any further.

Thirdly, the verse does not make capital punishment obligatory. It gives the court room for a lenient sentence in consideration of the nature of offence and the state of the offender. The recommendation of banishment in the verse is for such offenders as deserve leniency.

In the present law, none of the aspects mentioned above has been considered. For sentencing, this law depends solely on testimony. There is no consideration whatsoever for confession or denial, which consideration the verse entails; there is no room for clemency on the repentance and reform shown in response to exhortation and admonition; and, as such, there is no other option except capital punishment. It would indeed be commendable even if the ‘ulamā were to accept muhārabah verse as the foundation for blasphemy punishment and, consequently, show willingness to have amendments made to the existing law. Even that would end all criticisms on the present law. It is obvious from the Qur’ān that capital punishment can only be given in two cases: first, if a person murders another and, second, if he disrupts law and order in a country and, as such, becomes a threat to the life, property and honour of people. If the law is amended in accordance with the requirements of the muhārabah verse, the requirement of confining capital punishment to these two cases will be fulfilled. Furthermore, the law will also be closer to the views of the highly venerated scholar of Islamic law, Imām Abū

Hanīfah and to those of the great Hadīth compiler, Imām Bukhārī. In this regard, it is this opinion that seems more advisable. The Hanafīs have a majority in Pakistan, but, incongruously, their viewpoint has been completely ignored in enacting this law. Therefore, it is a fact that the blasphemy law in its present state is against not only the Qur'ān and Hadīth but also the opinion of Hanafī jurists. It should most certainly be changed for it has blemished the name of Islam and Muslims throughout the world.See More

(II)

Narratives related to punishment for blasphemy that are often cited also need to be understood correctly. Abū Rāfi' was one of those people who were guilty of bringing out the tribes against Madi#nah in Ghazwah-e Khandaq (Battle of the... Ditch). In Ibn Ishāq's words:

فيمن حزب الأحزاب على رسول الله صلى الله عليه و سلم

About Ka'b ibn Ashraf, the historians write that after Ghazwah-e Badar (Battle of Badar), he went to Makkah and recited vengeance inspiring elegies for those of the Quraysh who had fallen in battle, wrote odes (tashbīb) that prefaced the names of some Muslim women and caused much distress to Muslims, and, while residing in the domain of the Prophet's government, endeavoured to incite people against him. Some narratives describe that he even went to the extent of devising deception to

assassinate the Prophet (sws). ‘Abd Allāh ibn Khatal was sent for zakāh (obligatory alms) collection by the Prophet (sws). He was accompanied by a person from amongst the Ansār and a servant. On the way, Ibn Khatal killed the servant on the pretext of insubordination, became an apostate, and ran away to Makkah. Not only this; all three people mentioned here persisted in their denial of the Prophet (sws) even after the truth of his message had become conclusively evident to them. And, God Almighty has mentioned repeatedly in the Qur’ān that, as a Divine principle, the direct addressees of a rasūl are within the range of Divine punishment. For that reason, if they go on to the extent of hostility, they can also be killed.

These details show that the wrongdoers in question were not merely guilty of blasphemy but had also committed all the other crimes mentioned above. Therefore, they were killed in response to these offences. ‘Abd Allāh ibn Khatal was a murderous fugitive. It was decreed on these grounds that he be killed even if he was hiding behind the covers of the Ka‘bah.

It was indeed offenders of this kind to whom Sūrah Ahzāb refers. In order to sow the seeds of doubt in Muslims, to turn them away from the Prophet (sws), and to damage their reputation and the moral credibility of their religion badly, these wrongdoers would engage in many activities as cooking up stories about personal lives of Muslims, slandering them and carrying on scandal-

mongering, sometimes expressing desire to marry ladies from amongst the Prophet’s holy wives, and spreading rumours of all kinds to unnerve and demoralize Muslims. They would sometimes tease Muslim ladies who went out to the fields at night or before daylight to pay heed to the call of nature. When reprimanded for this behaviour, these evildoers would come up with lame excuses as having approached a woman only because they mistook her for the slave-girl of such and such person and because they needed to ask her about such and such matter. The Qur’ān alludes to these aspects of their mischief, and narratives in Muslim tradition record many of the related instances in quite some detail. Muslim ladies, therefore, were told to put their cloaks over themselves to appear different from slave-girls so that the mischievous miscreants would not have pretexts to tease them. Furthermore, the troublemakers were also warned that if they would not stop and would persist in their evil, they would be executed in an exemplary manner:

[Even after this measure] If these hypocrites do not desist and also those with a disease in their hearts and those too who spread lies in Medina, we shall make you rise against them; then they shall not be able to stay amongst you but with difficulty; cursed shall they be; wherever found, they shall be killed in an exemplary manner. (Q. 33: 60-61).

Other narratives of similar nature that are often related are usually not credible enough in terms of historical

authenticity of the sanad (chain of narrators). However, even if they were to be assumed reliable enough, the nature of events described would still fall within the scope of same context: after full manifestation of hostility in their blasphemy and sacrilege, these people were within the purview of the same law that the Qur'an has described as a Divine custom pertaining to the denial of a rasūl by his people and direct addressees. Some murders were also vindicated on these grounds. لا يقتل مسلم بكافر is a description of the same principle. The 'ulamā are aware of these aspects, yet they insist on deriving the law for punishment of blasphemy from these narratives.

Here, someone might also refer to oft-related incident in which Sayyidinā 'Umar (rta) is reported to have struck off the head of a man who refused to accept the Prophet's legal verdict on a certain occasion. Our 'ulamā relate this incident from the pulpits and directly encourage people to show the same attitude as reflected in the narrative towards those whom they perceive as blasphemers of the Prophet (sws). However, the fact is that not just the first and second degree of Hadīth collections (in terms of authenticity) but also the third degree works are devoid of this narrative.

Even Ibn Jarīr Tabarī, who often relates narratives in all categories, has not regarded it worthy of consideration. This narrative comes from a gharīb (with isolated chain of narrators) and mursal (with omissions

in the chain) Hadīth that has been cited by some exegetes in their commentaries; however, those acquainted to some extent with Hadīth sciences have clarified that, in the chain, its attribution to Ibn ‘Abbās is absolutely implausible. Moreover, in the sanads of Ibn Mardawayh and Ibn Abī Hātim, the narrator Ibn Lahī‘ah is daī‘if ("weak"). The view that exegetes relate this very narrative also as shān-e nazūl (an occasion for the revelation) of Q. 4:65 is also ill-founded.

Although this verse of Sūrah Nisā is not in want of description of any reason of revelation, yet, quite contrary to this one, the narrative that Imām Bukhārī and other leading scholars of Hadīth have related as the occasion of revelation for this verse and which narrative is often cited by exegetes is one that pertains to a water dispute between the Prophet's paternal cousin, Zubayr, and a person from the Ansār. When the matter was presented to the Prophet (sws), he told Zubayr to irrigate his field and leave the remaining water for the Ansārī. The Ansārī immediately retorted by saying: "O Prophet of Allāh, is this because Zubayr is your cousin?" This highly impudent remark was clearly an imputation of injustice and nepotism. Therefore, it is related that the Prophet's face changed colour, but he did not say anything save repeating his statement with more clarity and decreed that the water be retained up to the edges of the field and the rest be left for the Ansārī.

One must commend the ‘ulamā on their choice in selection

for ignoring this highly credible narrative reported by Bukhārī and Muslim that reflects the Prophet's forbearance, forgiveness, compassion and kindness and instead enthusiastically and zealously relate everywhere a weak and improbable narrative related to how Sayyidinā 'Umar (rta) struck off someone's neck.

(Translated into English by Asif Iftikhar)See More

References:

1. Abd al-Malik ibn Hishām, Al-Sīrah al-nabawiyyah, 2nd ed., vol. 3 (Beirut: Al-Maktabah al-'udwiyyah, 1999), 47, 248; Ibid., vol. 4, 44; Shiblī Nu'mānī, Sīrat al-nabī, vol. 1 (Idārah islāmiyyāt, Lahore), 253.

2. As a specific te...rm in the Qur'ān, a messenger of God sent as Divine judgment for or against his people and direct addressees; plural: rusul.

3. Muh@ammad ibn Jarīr al-Tabarī, Jāmi' al-Bayān, 4th ed., vol. 10 (Beirut: Dār al-kutub al-'ilmiyyah, 2005), 332; Isma#'i#l ibn 'Umar ibn Kathīr, Tafsīr al-Qur'ān al-'Azīm, 5th ed., vol. 3 (Beirut: Mu'asasah al-rayyān, 1999), 518; Muh@aammad ibn 'Umar al-Zamakhsharī, Al-Kashshāf, vol. 3 (Beirut: Dār ihyā' al-turāth al-'arabi#), 569.

4. "No Muslim shall be sentenced to death in talion for these deniers." Abū 'Abdulla#h Muh@ammad ibn Isma#'i#l al-Bukhārī, Al-Ja#mi' al-s@ah@i#h@ (Beirut: Shirkah dār al-arqam, n.d.), (no. 111).

5. Ibn Kathīr, Tafsīr al-Qur’ān al-‘Azīm, vol.1, 681.

6. Ibid., 680.See More

Ghamidi Attacks Pakistan's Blasphemy Laws

By:Mubashir

Date: Monday, 24 January 2011, 8:33 am

Our Beacon Forum

Islamic scholar Javed Ahmad Ghamidi attacks Pakistan's blasphemy laws

In the wake of Salmaan Taseer's murder, Javed Ahmad Ghamidi declares Islamic councils are "telling lies to the people"

Declan Walsh in Islamabad

guardian.co.uk, Thursday 20 January 2011

A prominent Islamic scholar has launched a blistering attack on Pakistan's blasphemy laws, warning that failure to repeal them will only strengthen religious extremists and their violent followers.

"The blasphemy laws have no justification in Islam. These ulema [council of clerics] are just telling lies to the people," said Javed Ahmad Ghamidi, a reformist scholar and popular television preacher.

"But they have become stronger, because they have street power behind them, and the liberal forces are weak and divided. If it continues like this it could result in the destruction of Pakistan."

Ghamidi, 59, is the only religious scholar to publicly oppose the blasphemy laws since the assassination of the Punjab governor, Salmaan Taseer, on 4 January. He speaks out at considerable personal risk.

Ghamidi spoke to the Guardian from Malaysia, where he fled with his wife and daughters last year after police foiled a plot to bomb their Lahore home. "It became impossible to live there," he said.

Their fears were well founded: within months Taliban gunmen assassinated Dr Farooq Khan, a Ghamidi ally also famous for speaking out, at his clinic in the north-western city of Mardan.

The scholar's troubles highlight the shrinking space for debate in Pakistan, where Taseer's death has emboldened the religious right, prompting mass street rallies in favour of his killer, Mumtaz Qadri.

Liberal voices have been marginalised; many fear to speak out. Mainstream political parties have crumbled, led by the ruling Pakistan People's party, which declared it will never amend the blasphemy law.

Sherry Rehman, a PPP parliamentarian who proposed changes to the legislation, was herself charged with blasphemy this week. Since Taseer's death she has been confined to her Karachi home after numerous death threats, some issued publicly by clerics.

Although other Islamic scholars share Ghamidi's views on blasphemy, none dared air them so forcefully. "Ghamidi is a voice of reason in a babble of noises seemingly dedicated to irrationality," said Ayaz Amir, an opposition politician and opinion columnist.

Ghamidi's voice stands out because he attacks the blasphemy law on religious grounds. While secular critics say it is abused to persecute minorities and settle scores, Ghamidi says it has no foundation in either the Qur'an or the Hadith – the sayings of the prophet Muhammad. "Nothing in Islam supports this law," he said.

Ghamidi deserted the country's largest religious political party, Jamaat-e-Islami, to set up his own school of religious teaching. He came to public attention through a series of television shows on major channels. They were cancelled due to opposition from the mullahs, he said. "They told the channels there would be demonstrations if I wasn't taken off air."

Three years ago gunmen fired a pistol into the mouth of the editor of Ghamidi's magazine; last year the police foiled a plot to bomb his home and school. Now the school is closed.

The core problem, Ghamidi said, was the alliance between Pakistan's "establishment" – code for the military – and Islamist extremists it uses to fight in Kashmir and Afghanistan. "They are closely allied," he said.

The blasphemy debate has exposed painful rifts in Pakistani society. One Ghamidi follower said his father, a British-educated engineer, called him an infidel for attacking the controversial law. "Our society is tearing itself apart," he said.

Tariq Dhamial, a lawyer representing Mumtaz Qadri, said more than 800 lawyers had offered to represent the self-confessed killer. "Everyone is behind Qadri. Doctors, teachers, labourers, even police – they believe he did the right thing," Dhamial said. Dhamial said the police intended to hold Qadri's trial in jail but the lawyers wanted it heard in open court. The latest hearing is due next Tuesday.

Even when out of Pakistan, Ghamidi features on television shows by phone, often outwitting extremist clerics with his deep knowledge of the Qur'an. But he eschews terms such as "liberal".

"I am neither Islamist nor secular. I am a Muslim and a democrat," he said. But even allies question whether religious argument alone can win the sulphurous blasphemy debate.

"When you talk about religion, you only provoke the forces of reaction who become more intolerant. Then governments become frightened and retreat," said Amir. "Ghamidi's is a voice for the converted. But that won't solve our problem."